اللھم صلی علی محمدوآل محمد

بناتِ رسول اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر شیعہ کتب میں موجود روایات کا جواب

تحریر وتحقیق: آغاقسور عباس حیدری (حفظہ اللہ تعالی)

نبی پاک کی چار بیٹیوں کے ضمن میں ناصبیوں کی طرف سے کچھ دلائل کا جواب

سب سے پہلے تو ہم یہ بتائیں کہ یہ دلائل ناصبیوں کے بڑوں نے بھی اپنی کُتب میں لکھے ہیں اور بڑے ذور و شور سے اس پر دھوم مچائی ہے جیسے فتح حاصل کر لی ہو۔ ملاحظہ ہوں درج ذیل کُتب:

ا۔ بنات رسول از قلم فیض عالم صدیقی۔

۲۔ بنات رسول از قلم مولانا اللہ یار خان۔

۳۔ بنات اربعہ از قلم مولانا محمد نافع۔

۴۔ اثبات بنات اربعہ از قلم پیر محمد مقبول احمد۔

اب ہم ذرا ان دلائل کا علمی جائزہ لیتے ہیں۔

دلیل نمبر ا:

علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن حماد بن عثمان عن ابی عبدالله قال کان رسول الله ابا بنات.

حماد بن عثمان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نبی پاک کئی بیٹیوں کے باپ تھے۔

(الکافی جلد ۶ صفحہ ۵)

دلیل نمبر ۲:

پھر امام موسیٰ کاظمؑ کی ایک دعا میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

اللهم صلی علی القاسم و الطاهر ابنی نبیک اللهم صلی علی رقیة بنت نبیک .. اللهم صلی علی ام کلثوم بنت نبیک..

اے اللہ درود بھیج قاسم ع طاہر پر جو تیرے نبی کے بیٹے تھے اور رقیہ اور ام کلثوم پر جو کہ تیرے نبی کی

بیٹیاں تھیں۔

(تہذیب الاحکام جلد ۳ صفحہ ۱۲۰)

دلیل نمبر ۳:

پھر امام جعفر صادقؑ سے ایک اور روایت منقول ہے جس میں مولاؑ نے زینب بنت رسول اللہ فرمایا ہے۔

(تہذیب الاحکام جلد ۸ صفحہ ۲۵۸)

جواب نمبر ۱:

ان تمام روایات میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ نبی پاکؐ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں جبکہ ان مولویوں نے دلائل چار بیٹیوں پر ہی دینے تھے۔

جواب نمبر ۲:

یہاں صرف ''بنت'' اور ''بنات'' لفظ سے استدلال کیا گیا ہے۔ جبکہ یہاں بنت لفظ مجازی معنوں میں آیا ہے یعنی مجازی معنوں میں یہاں زینب، رقیہ، اور ام کلثوم کو بنت نبی فرمایا گیا ہے۔

ناصبیوں کی طرف سے ایک شبہ:

یہاں ناصبی سورہ احزاب کی ایک آیت پیش کرتے ہیں کہ:

''لے پالکوں کو انکے اصل باپوں کے نام سے پکارا کرو''

اور یہ دلیل بناتے ہیں کہ قرآن نے لے پالکوں کے انکے اصل باپوں کے نام سے پکارنے کو کہا ہے تو کیا آئمہ نے ربیبہ بیٹیوں کو بنت رسول کہہ کر قرآن کی مخالفت کی؟

شبہ کا ازالہ:

قرآن نے منع کیا ہے کہ حقیقی معنوں میں لے پالکوں کو کسی دوسری ولدیت سے نہ پکارو ورنہ مجازی معنوں میں کسی کو بیٹی کہنے کی ممانعت کہیں نہیں بلکہ قرآن وحدیث میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔

مجازی معنوں میں رشتہ داری کی مثالیں:

ا۔ سب سے پہلے تو سورہ احزاب کی آیت جس میں ازواج النبی کو ام المومنین کہا گیا۔ کیا وہ مومنوں کی حقیقی مائیں ہوگئیں؟ بالکل نہیں بلکہ قرآن نے انہیں مجازی ماں کہا ہے۔

۲۔ قرآن میں ہے:

وما کان استغفار ابرھیم لابیه. **(سورہ توبہ آیت ۱۱۴)**

اور ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے استغفار کی۔

جبکہ یہاں ابراہیم نے آذر کے لئے استغفار کیا تھا جو کہ انکا چچا تھا جسکی صراحت علماء اہل سنت نے بھی کی ہے۔ یعنی ابراہیمؑ کے چچا کو انکا باپ کہا گیا ہے۔ اب یہ حقیقی معنوں میں ہے یا مجازی؟

۳۔ نبی پاکؐ نے فرمایا: **انا ابن عبدالمطلب** میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

(بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۴۴) جبکہ نبی پاکؐ کے والد عبداللہ تھے۔ تو یہاں یہ حقیقی معنوں میں ہے یا مجازی؟

۴۔ مشہور روایت میں ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۵۹۸) اب یہاں حقیقی بھائی مراد ہیں یا مجازی؟

۵۔ آیت مباہلہ میں اللہ تعالی نے امام حسنؑ و حسینؑ کو نبی پاکؐ کے بیٹے فرمایا ہے۔ اب وہ مجازی بیٹے تھے یا حقیقی؟ (اس سے ناصبیوں کو بنت کا لفظ مجازی ہے یہ سمجھ جانا چاہئے)

جواب نمبر ۳:

اگر اب بھی ناصبیوں کی تسلی نہ ہوئی ہو تو ایک بالکل واضح مثال قرآن سے پیشِ خدمت ہے:

قال یقوم ھولاء بناتی.　　　　　(سورہ ہود آیت ۷۸)

لوطؑ فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں۔ **(ترجمہ اشرف علی تھانوی)**

اسی صفحہ کے حاشیہ میں تھانوی لکھتے ہیں:

''بناتی سے مجازاً امت کی عورتیں مراد ہیں۔ کیونکہ نبی امت کے لئے بجائے باپ کے ہوتا ہے''

یہی اشرف علی تھانوی والی بات انکے بڑے بڑے مفسرین نے بھی اپنی تفاسیر میں لکھی ہے مثلاً:

تفسیر طبری، تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر الثوری،

تفسیر بغوی، تفسیر درمنثور، تفسیر السمرقندی، تفسیر السمعانی، تفسیر فتح القدیر۔

تو جب حضرت لوط قوم کا مجازی باپ ہونے کے ناطے پوری قوم کی بیٹیوں کو مجازی طور پر اپنی بیٹیاں کہہ رہے ہیں تو نبی پاکؐ کے گھر میں پلنے والیوں کو اگر امام نے نبی پاک کی مجازی بیٹیاں فرما دیا تو حرج کیسا؟

حاصل بحث:

ان دلائل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ناصبیوں کا بنت یا بنات لفظ سے حقیقی معنی مراد لینا باطل ہے کیونکہ فقط بیٹی کہہ دینا ہرگز اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ حقیقی بیٹیاں ہی تھیں۔

(طالب دعا)

ناصبیوں کا نبی پاک کی چار بیٹیوں پر استدلال اور اسکا جواب

ناصبی ایک روایت علل الشرائع کی پیش کرتے ہیں اور اس پر شور مچاتے ہیں کہ اس سے چار بیٹیاں ثابت ہیں۔ متن ملاحظہ ہوں:

حدثنا احمد بن الحسن القطان قال: حدثنا علی بن الحسن السکری قال: اخبرنا محمد بن زکریا قال: حدثنا جعفر بن محمد بن عمارة الکندی قال حدثنی ابی عن جابر عن ابی جعفر محمد بن علی عن جابر بن عبدالله قال: قیل یا رسول الله ...وتفعل بها ما لا تفعله باحد من بناتک؟...

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ سے کہا گیا کہ آپؐ فاطمہؑ کو اتنا قریب بلاتے ہیں کہ انکا بوسہ لیتے ہیں اتنا (پیار) تو آپؐ اپنی کسی اور بیٹی سے نہیں کرتے تھے؟۔۔ **(علل الشرائع جلد۲ صفحہ۱۸۳ عربی، شیخ صدوقؒ)**

جواب:

اس روایت کی اسنادی حیثیت دیکھی جائے تو یہ روایت شدید ضعیف ہے۔

اسکی سند میں علی بن حسن السکری مجہول ہے اسکا ذکر کُتب رجال میں موجود نہیں۔

جعفر بن محمد بن عمارۃ الکندی مجہول ہے۔ **(مستدرکات علم رجال جلد۲ صفحہ ۲۰۹ شیخ علی النمازی)**

اور اسکا باپ محمد بن عمارہ الکندی بھی مجہول ہے۔ **(مستدرکات علم الرجال جلد۷ صفحہ ۲۵۴)**

حاصل بحث:

یہ روایت شدید ضعیف ہے لہذا ناصبیوں کا اس روایت سے استدلال باطل ہے۔

(طالب دعا)

کیا نبی پاک کی چار بیٹیاں تھیں؟

(قُرب الاسناد کی روایت کا مکمل جواب)

ناصبیوں کی طرف سے یہ دلیل بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ قرب الاسناد کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں:

حدثنی هارون من مسلم قال حدثنی مسعدة بن صدقة قال جعفر بن محمد عن ابیه قال: ولد لرسول الله من خدیجة: القاسم والطاهر وام کلثوم و رقیة و فاطمة و زینب...

امام محمد باقر ع نے فرمایا کہ نبی پاک کی جناب خدیجہ ع سے یہ اولاد ہوئی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہؑ، زینب۔

(قرب الاسناد صفحہ ۹)

جواب نمبر ۱:

سب سے پہلے تو اگر اسکے راویوں پر نظر کی جائے تو مسعدہ بن صدقہ سُنی راوی تھا۔

(رجال الطوسی صفحہ ۱۴۶، تہذب المقال جلد ۵ صفحہ ۱۹۴، خلاصۃ الاقوال صفحہ ۴۱۰، اصحاب امام صادق ع جلد ۳ صفحہ ۲۴۱)

اور ہارون بن مسلم جبری عقیدہ سے تھا۔

(رجال ابن داود صفحہ ۲۱۰، رجال النجاشی صفحہ ۴۳۸، خلاصۃ الاقوال صفحہ ۲۴۱)

لہذا یہ روایت اس قابل نہیں کہ اس سے استدلال کر کے عقیدہ ثابت کیا جائے۔

جواب نمبر ۲:

جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں کہ مسعدہ بن صدقہ کی تضعیف کے ساتھ ساتھ اسکی توثیق بھی کُتب رجال میں موجود ہے اور ہارون بن مسلم کی توثیق بھی کی گئی ہے۔ تو اگر اس روایت پر زیادہ سے زیادہ حکم لگایا جائے تو ''موثق'' کا حکم لگایا جائیگا کیونکہ موثق کی تعریف ہی یہ ہے کہ جسکا سلسلہ سند معصوم تک ایسے راویوں سے ہو جو اگر چہ ثقہ ہوں لیکن غیر امامی ہوں یعنی کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور یہ بات بھی لازم نہیں کہ موثق روایت صحیح ہی ہو کیونکہ یہ سب سے نچلے درجہ کی روایت ہے یعنی اسکی تضعیف بھی ممکن ہے۔

جواب نمبر ۳:

روایات میں تعارض ہونے پر صحیح روایت کو سب سے مقدم رکھا جاتا ہے جیسا کہ ہماری کُتب میں قبولِ حدیث کے اصول موجود ہیں کہ:

احادیث میں اختلاف ہونے کی صورت میں صحیح حدیث حسن پر، حسن حدیث قوی پر، قوی حدیث موثق پر اور موثق حدیث ضعیف پر مقدم ہوگی۔ **(احسن الفوائد صفحہ ۶۷۵ اردو، شیخ صدوق)**

یعنی موثق صرف ضعیف سے مقدم ہو سکتی ہے صحیح سے مقدم نہیں جبکہ ہم نبی پاکؐ کی ایک بیٹی اور مولا علیؑ کے اکیلے دامادِ رسول ہونے پر صحیح روایت پیش کر چکے ہیں۔ **(نیچے لنک میں دیکھا جا سکتا ہے)**

جواب نمبر ۴:

حدیث میں تعارض ہونے کی صورت میں امام جعفر صادقؑ سے بھی ایک اصول مروی ہے کہ:

حدیث میں اختلاف ہونے کی صورت میں اس حدیث کو قبول کیا جائے جو قرآن و سنت کے مطابق ہو اور مخالفین کے مذہب کے خلاف ہو۔ **(احسن الفوائد صفحہ ۶۷۶ اردو)**

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی پاکؐ سے کوئی بھی حدیث ایسی نہیں اور نہ ہی قرآن کی کوئی

آیت ایسی ہے جس میں چار بیٹیوں کا ذکر ہو جبکہ ایک بیٹی ہونے پر قرآنی آیات بھی ہیں اور صحیح احادیث بھی لہذا یہ موثق روایت جو کہ قرب الاسناد میں موجود ہے اسکو ضعیف قرار دیا جائیگا۔

جواب نمبر۵:

شیخ جعفر سبحانی لکھتے ہیں:

''مخالفین (سُنیوں یا کسی اور مذہب) کی روایات جو کہ ہمارے آئمہ سے مروی ہوں ان پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ ہمارے اصحاب (شیعہ راویوں) سے اسکی مخالفت میں کوئی حدیث نہ ہو''

(اصول الحدیث واحکامہ صفحہ ۱۳۳)

جبکہ قرب الاسناد کی اس روایت کے مقابلہ میں ہمارے شیعہ راویوں سے صحیح حدیث مروی ہے جس میں نبی پاکؐ نے مولا علیؑ کو اپنا واحد داماد فرمایا ہے۔

جواب نمبر۶:

شیخ کاشانی امام جعفر صادقؑ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

''اگر تمہارے پاس کوئی ایسا فرمان آجائے کہ تمہیں احتمال ہو کہ یہ ہمارا ہے یا نہیں تو مولا علیؑ کی طرف نظر کرو اگر وہ انکے کسی فرمان سے مطابقت رکھتا ہو تو وہ ہمارا ہی قول ہے''

(الاصول الاصلیہ صفحہ ۱۰۳)

جبکہ وہ صحیح حدیث جس میں مولا علیؑ کو واحد دامادِ رسول فرمایا گیا ہے وہ خود مولا علیؑ سے ہی مروی ہے لہذا قرب الاسناد کی یہ روایت ضعیف ثابت ہوتی ہے۔

(طالب دعا)

کیا نبی پاکؐ کی چار بیٹیاں تھیں؟

(نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۶۴ کا جواب)

ناصبی نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۶۴ سے استدلال کرتے ہیں کہ مولا علیؑ نے اس میں عثمان کے بارے میں فرمایا:

وقد نلت من صهره. (اور عثمان کو نبی پاک کی دامادی میں سے کچھ شرف بھی حاصل ہے)

جواب نمبر ۱:

اس سے چار بیٹیوں کا اثبات کہاں ہے؟ دعویٰ چار بیٹیوں کا اور ایسا مبہم استدلال؟ نہ اس میں چار بیٹیوں کا ذکر ہے، نہ ہی ان چاروں کا بی بی خدیجہؑ کے بطن سے ہونے کا ذکر ہے تو یہ استدلال کیسا؟

جواب نمبر ۲:

اس میں "من" کا لفظ موجود ہے جو کہ یہاں تبعیض کے معنوں میں ہے یعنی دامادی "میں سے کچھ" یا دامادی "میں سے بعض" شرف ملا ہے۔ کیونکہ لفظ "من" تبعیض کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ دیکھیں عربی لغات:

(مصباح اللغات صفحہ ۸۳۷، مختار الصحاح صفحہ ۸۷۵، قاموس الوحید صفحہ ۱۵۸۴)

یعنی عثمان کو دامادی کا مکمل شرف حاصل نہیں تھا۔ بلکہ کچھ شرف حاصل تھا کیونکہ وہ بیٹیاں مجازی تھیں اسی طرح یہ داماد بھی مجازی ہی تھے۔ لہذا اس سے حقیقی داماد ہونا مراد نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ جب تک وہ حقیقی بیٹیاں ثابت نہ ہوں اس وقت تک عثمان حقیقی داماد ثابت نہیں ہو سکتے۔

جواب نمبر ۳:

نبی پاک کی دامادی کا پورا شرف مولا علیؑ کو ہی حاصل تھا جیسا کہ ابن عباس مولاؑ سے فرماتے ہیں:

فو الله لقد نلت صهر رسول الله... (اللہ کی قسم تم نے رسولؐ کی دامادی کا شرف پایا ہے)
(صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۹۵، اردو)

اس میں ابن عباس نے مولا علیؑ کو دامادِ رسول فرمایا ہے **بغیر لفظِ "من"** کے یعنی دامادی کا پورا شرف مولا کو حاصل تھا۔

جواب نمبر ۴:

خلیفہ دوئم صاحب کی بیٹے عبداللہ بن عمر علیؑ اور عثمان کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں:
"عثمان کا جو قصور تم بیان کرتے ہو کہ وہ جنگ احد میں بھاگ نکلے تو اللہ نے انکا قصور معاف کردیا۔۔ اور علی المرتضیٰ تو آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی اور آپؐ کے داماد بھی تھے۔
(صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۱۹۵، اردو)

اب اس میں اول نکتہ یہ کہ اگر عثمان دامادِ رسول تھے تو ابن عمر نے انکی شان کیوں بیان نہ کی کہ وہ بھی ڈبل داماد ہیں؟ اور دوسری نکتہ یہ کہ اس میں مولا علیؑ کو دامادِ رسول کہا گیا ہے **بغیر "من"** لفظ کے یعنی مولا علیؑ کو ہی دامادی کا پورا شرف حاصل تھا۔

جواب نمبر ۵:

قرآن میں مولا علیؑ کے لئے "صہر" یعنی دامادی کا لفظ آیا ہے۔ اللہ نے فرمایا:
وهو الذی خلق من الماء بشر فجعله نسبا و صهرا. **(پارہ ۱۹ سورہ فرقان آیت ۵۴)**
اور وہی اللہ ہے جس نے بشر کو پانی سے خلق کیا پھر اسکو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔
اس آیت میں صہر لفظ نبی پاکؐ کے ساتھ مولا علیؑ کی دامادی کے لئے آیا ہے۔
(تفسیر قرطبی جلد ۱۵ صفحہ ۴۵۵، تفسیر ابوحیان اندلسی جلد ۶ صفحہ ۴۶۴)

دلیل نمبر۶:

خلیفہ ثانی حضرت عمر فرماتے ہیں:

ولقد اوتی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم...زوجه رسول الله ابنته...

علیؑ کو تین چیزیں ایسی ملی ہیں کہ اگر وہ مجھے مل جاتیں تو وہ میں اسے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند کرتا۔۔۔رسولؐ نے اپنی بیٹی کی شادی علیؑ سے کی۔۔۔

(مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۱۱)

یہاں حضرت عمر نے نبی پاک کی بیٹی کے لئے ''ابنته'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی پاکؐ کی ایک ہی بیٹی تھی ورنہ اگر ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوتیں تو حضرت عمر ''من بناته'' یا ''احد من بناته'' کا لفظ استعمال کرتے۔

دلیل نمبر۷:

شیخ محب الدین طبری الشافعی نقل کرتے ہیں:

ان رسول الله قال لعلی اوتیت ثلاثا لم یوتهن احد ولا انا، اوتیت صهرا مثلی ولم اوت انا مثلی...

رسول اللہ نے مولا علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ تمہیں تین چیزیں ایسی ملی ہیں جو نہ مجھے ملی ہیں اور نہ کسی اور کو، تمہیں مجھ جیسا خسر ملا، مجھے یا کسی اور کو ایسا خسر نہیں ملا۔

(الریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ عربی)

اس حدیث سے ثابت ہے کہ سوائے مولا علیؑ کے کوئی اور نبی پاکؐ کا داماد نہیں تھا۔ اور نہ ہی نبی پاکؐ

کسی اور کے خسر تھے سوائے مولا علیؑ کے۔

حاصل بحث:

ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح نبی پاکؐ کی بیٹیاں مجازی تھیں اسی طرح عثمان کی دامادی بھی مجازی ہی ہے کیونکہ رقیہ اور ام کلثوم کا نبی پاکؐ کی حقیقی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں اور نہج البلاغہ کے خطبہ سے ناصبیوں کے استدلال کا جواب مکمل ہوتا ہے۔

(طالب دعا)